بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم شنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹	۹ صلح ۱۳۴۴ ہش ۵ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ ۹ جنوری ۱۹۶۵ء	نمبر ۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۸ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کو ضعف کی شکایت رہی۔ رات آرام سے نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں ؛

اخبار احمدیہ

— ۰ پشاور — مکرم خان شمس الدین خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سابق صوبہ سرحد نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کے صدر منتخب ہونے پر ان کی خدمت میں مورخہ ۳ جنوری کو مبارک باد کا حسب ذیل تار ارسال فرمایا :-

سرحد کے احمدی آپ کے دوبارہ پاکستان کے پریذیڈنٹ منتخب ہونے پر آپ کو مبارک باد دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے ملک کی ترقی اور آپ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے ہیں ؛

— ۰ حسب سابق امسال بھی انشاء اللہ العزیز ۲۹ رمضان المبارک کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں تحریک جدید سال ۳۱/۲۱ کی وصولی کی اسم وار فہرست بغرض دعا پیش کی جائے گی۔ وعدہ کنندگان مجاہدین اس تاریخ سے پہلے اپنا چندہ سو فیصدی ادا فرما کر حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں اور رمضان کی غیر معمولی برکات سے متمتع ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ مقامی عہدہ داران کا فرض ہے کہ وہ ایسے مجاہدین کے ناموں سے بروقت مطلع فرمائیں ؛

(وکیل المال اول تحریک جدید)

— ۰ جلسہ سالانہ کی تعطیلات کے بعد جامعہ احمدیہ ۹ جنوری بروز ہفتہ صبح ۳۰-۷ پر لگے گا۔ اور ۴۰-۷ پر پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ جملہ اساتذہ کرام اور طلبہ وقت پر جامعہ میں پہنچ جائیں

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

— ۰ مکرمہ امۃ الوحید خالدہ صاحبہ کراچی کی والدہ صاحبہ ذیابطیس سے عرصہ سے بیمار ہیں گزشتہ دنوں انکی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِسلام کی حقیقت خدا تعالےٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا ہے

حقیقی مسلمان بننے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنا سارا وجود حوالہ بخدا کر دیوے اور اسی کی راہ میں لگ جاوے

" خدا تعالےٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقتِ اسلام ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضاء و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلّل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تام سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں۔

دوسری قسم اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غم خواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہلِ اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معہ اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے معہ اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے"۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۰ و صفحہ ۶۱)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۹ جنوری ۱۹۶۵ء

قبولیتِ دُعا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون (البقرہ آیت ۱۸۷)

"یعنی اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تا وہ ہدایت پائیں"

مادہ پرستی کے زیر اثر آج دنیا کا اکثر حصہ دعا کی قبولیت کا منکر ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو خواہ وہ کتنا بھی دہریہ کیوں نہ ہو جائے "دعا" سے مفر نہیں ہو سکتا لیکن موجودہ زمانہ میں اسباب پرستی کا مرض بہت بڑھ گیا ہے اور نہ صرف مغربی فلاسفر اور سائنسدان بلکہ عام طور پر تمام دنیا میں لوگ اسباب پر ہی آکر ٹھہر گئے ہیں۔ اور "دعا" کے نتائج سے کلّا منکر ہیں۔

اُوپر کی آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبولیت دعا ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو وہی لوگ پا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آج خود عام مسلمان بھی جو قرآن کریم کا مطالعہ بھی کرتے ہیں اس قسم کا ایمان نہیں رکھتے۔ اور انہوں نے بھی مغربی اور مشرقی ملحدوں کی طرح اپنی زندگیوں کا تمام انحصار دنیوی اسباب پر متعین کر لیا ہے۔ اور جو لوگ دعا کے قائل ہیں ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ یہ نیچری خیال کے لوگ اوّل تو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں رکھتے اور نہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانتے ہیں بلکہ محض ایک خاص انسان کے دل کی گہرائیوں کی پیداوار خیال کرتے ہیں ایسے لوگ نیچر پرستی کے جوش میں یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیا خاص قدرتی قوانین کے مطابق چل رہی ہے۔ دعا وغیرہ سے ان قوانین میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ وہ چند قدرت کے قوانین کا محض خیالی اور فرضی علم رکھنے کی بنا پر یہ تصور کر بیٹھتے ہیں کہ وہ قدرت کے تمام قوانین پر حاوی ہو چکے ہیں حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جب اپنے مزعومات کی وہ خود ہی تردید نہیں کرتے اور ایک قانون قدرت کو جس کو وہ پہلے قطعی سمجھتے تھے خود ہی غلط ثابت کر دیتے ہیں۔

جب ان کا مبلغ علم یہ ہے تو معلوم نہیں کہ یہ لوگ کس طرح یہ فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کہ "دعا" کی قبولیت کا فلسفہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ سائنسدان یا آجکل کے فلسفی اور ماہرین نفسیات جو تحقیقات کرتے اور جو نتائج وہ نکالتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایسے لوگ جو جدوجہد کرتے ہیں اور جو کلیے یا قوانین قدرت وہ دریافت کرتے ہیں وہ انسانی زندگی میں ضرور ممد و معاون ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا کہ جو کچھ انہوں نے اب تک دریافت کیا ہے وہی معیاری ہے اور چونکہ وہ کوئی ایسا قانون معلوم نہیں کر سکے جس سے "قبولیت دعا" متحقق ہو سکے۔ اس لئے "قبولیت دعا" کا عقیدہ درست نہیں۔ یہ صریحاً ان کی زیادتی ہے اور وہ ایسی بات کہتے ہیں جس کا ان کو کہنے کا کوئی حق نہیں۔

آیۂ متذکرہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے اس امر میں بھی ہماری رہنمائی فرما دی ہے۔ اور صاف صاف بتا دیا ہے۔ کہ ایک ایسا انسان ہی قبولیت دعا کا تجربہ کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان ہو اور اس بات پر ایمان ہو کہ وہ قادر خدا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ قبولیت دعا کے تجربہ کے لئے اوّل شرط ایمان باللہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ولیومنوا بی لعلھم یرشدون

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبولیت دعا کے فلسفہ پر نہایت وسعت اور وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں یہ امر صحیح ہے کہ دعا کی قبولیت کا تجربہ اہل ایمان کو ہی ہوتا ہے۔ وہاں یہ بھی صحیح ہے کہ جو لوگ دعا کی قبولیت کا تجربہ کرتے ہیں انہی کو اللہ تعالیٰ پر حق الیقین بھی پیدا ہوتا ہے اور ایک سائنسدان کے لئے جو تجربہ اور مشاہدہ کے سوا کسی ثبوت کا قائل نہیں ہوتا یہ بات سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ جب تک انسان خاص اہتمام کے ساتھ کسی کام میں مشغول رہا ہو اس وقت تک اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر کام کے لئے کوشش کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کوشش اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب اس کو صحیح مقررہ طریق سے سرانجام دیا جائے۔ مثلاً کوئی سائنسدان محض زبانی زبانی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ پانی دو اجزاء ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے۔ وہ اس کو ثابت کرنے کے لئے خاص آلات حاصل کرتا ہے اور پھر خاص طریقے استعمال کرتا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ سے یہ ثابت کرتا ہے کہ واقعی پانی ان دو گیسوں کے مجموعے سے بنا ہے۔

یہ تو مادی اشیاء کا حال ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو حقائق مادی نہیں ہیں اور جن کو ہم روحانی کہہ سکتے ہیں ان کے معلوم کرنے کے لئے بھی خاص روحانی طریقوں کے استعمال کی ضرورت ہے۔ مگر آجکل کے مادہ پرست جو قبولیت دعا کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے مادی آلات سے روحانی حقائق کو بھی ناپنا چاہتے ہیں۔ یہی ان کی بنیادی غلطی ہے۔

اس زمانے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار للکار کر یہ دعوت دی ہے کہ میرے پاس آؤ میں زندہ خدا کو دکھا سکتا ہوں، میں قبولیت دعا کے طریقے بتا سکتا ہوں۔ اور تجربہ اور مشاہدہ سے ان کا یقین کرا سکتا ہوں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی آواز کو سنا ہے اور آپ کے پاس پہنچے ہیں اکثر نے اس حقیقت کو پا لیا۔ اور علی وجہ البصیرت انہوں نے جان لیا ہے کہ قبولیت دعا ایک عظیم الشان روحانی حقیقت ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو جماعت احمدیہ کو ایک عظیم الشان تنظیم میں مجتمع کئے ہوئے ہے۔ اور جو اس کو بکھرنے نہیں دیتی۔ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے جو انسان حقیقی طور پر احمدیت کو قبول کر لیتا ہے پھر اس سے کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی حالت اس سائنسدان کی طرح ہو جاتی ہے جو اپنے ہاتھ سے دو گیسوں کو ملا کر پانی بنا سکتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنی طاقت لسانی سے اس کو اس حقیقت کے انکار کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حقیقی احمدی قبولیت دعا کا اس طرح عقیدہ رکھتا ہے جس طرح ایک ریاضی دان دو اور دو کے چار ہونے پر یقین رکھتا ہے۔

اپنے دل کو ہر گھڑی امید سے آباد رکھ

اپنے دل کو ہر گھڑی امید سے آباد رکھ
آیۂ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ یاد رکھ

وہ ہے رب العالمین اور وہ ہے رحمٰن الرحیم
روح کو الحمد للہ سے ہمیشہ شاد رکھ

ہم گنہگار اور وہ غفار ہے ستّار ہے
وہ اُٹھا لیگا۔ نہ دل میں خدشۂ افتاد رکھ

ہے جزا نیکی کی نیکی اور بدی کی ہے بدی
تو خلوصِ دل کی اس کے فضل پر بنیاد رکھ

موت ہے حاسد کی خود تنویر حاسد کا حسد
تو پناہ رب الفلق سے مانگ دل آزاد رکھ

تنویر

اسلام میں نبوت کا تصور
اور
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

(۳)

ایک اور بات جو قرآن کریم سے نبوت کے متعلق ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کو خدا تعالیٰ غلبہ عطا فرماتا ہے اور دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ ایک ایسی قوم ہے جو مر کر زندہ ہو جاتی ہے۔ اور دنیا انہیں لاکھ مٹانا چاہے اور برباد کرنا چاہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ بالآخر وہی غالب آتے ہیں اور ان کا مقصد پورا ہوتا ہے جو ان کا گستاخی سے مقابلہ کرتا ہے وہ ٹکڑے کر دیا جاتا ہے۔ اور جس پر وہ گرتے ہیں اسے ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔ ان کا چہرہ خدا کا چہرہ اور ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور ان کی مرضی خدا کی مرضی ہوتی ہے اور ان کی کوششیں اپنی عزت وجلال کے لئے نہیں ہوتیں۔ بلکہ اپنے قادر و مقتدر خدا کی تجلیات وہ دنیا پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کی بادشاہی اور اس کی مالکیت یوم الدین کا ظہور ان کے مد نظر ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا مقابلہ کرنا خدا کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ ان کے لئے انتہائی غیرت دکھاتا ہے۔ اور جو لوگ شوخی اور بے باکی سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ کا قہر ان پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس کی غیرت انہیں ہمیشہ کی لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

پس نبی کی صحیح تعریف اور نبوت کا صحیح تصور یہی ہے۔ جو میں نے پیش کیا ہے۔ اور بزرگان دین نے بھی یہی تصور لیا ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربیؒ کا یہ فرمان جو فتوحات مکیہ میں لکھا ہے اس امر کو اچھی طرح سے واضح کر دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ نبوت سب سے بڑا مرتبہ اور سب سے بڑا کمال ہے جو ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کا لانا نبوت کی حقیقت میں شامل نہیں بلکہ ایک امر عارض ہے اور اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امت میں بغیر شریعت کے بطور حَکَم نازل ہوں گے اور آپ کا نبی ہونا ایسی بات ہے جس میں کوئی شک نہیں

(فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۷۰)

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ

ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے پاک دل اور سلیم فطرت عطا فرمائی ہے۔ جب نبوت کے اس مفہوم پر غور کرے گا۔ تو اسے یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ وہ امت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے منہ سے خیر امت کا نام دیا ہے۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم ہمارے اس نبی پر سچے دل سے ایمان لاؤ گے اور تقوےٰ کی راہ پر مضبوطی سے گامزن ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بڑھ کر انعام فرمائے گا جو اس نے پہلوں پر کیا اور تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا۔ اور تمہیں وہ نور دے گا جسے تم اپنے ساتھ ساتھ لئے لئے پھرو گے۔ (سورۃ الحدید ۲۸)

وہ امت کبھی بھی ان انعامات سے اور ان مراتب کمال سے محروم نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی مسلمان جسے اللہ تعالیٰ نے پاک ضمیری سے کچھ بھی حصہ دیا ہے کبھی بھی یہ بات ماننے پر تیار نہیں ہوگا۔ کہ وہ پاک انسان جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے جس کی ہمت اور ہمدردی اور شفاعت سب نبیوں سے بڑھ کر ہے اپنی امت کو ان نعماء روحانی کے حصول سے محروم کر سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آپ کے افاضۂ روحانی اور آپ کی مہر نبوت کی برکت سے آپ کی امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو آپ کی پیروی کے نتیجہ میں ظلی طور پر آپ کے کمالات کو حاصل کرنے والے اور آپ کے انوار کے وارث ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس امت میں ایسے ہزاروں اولیاء ہوئے ہیں۔ جو انوار و برکات نبوت کے وارث تھے اور اگر وہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتے تو ضرور نبی بنائے جاتے۔ اور ایک وہ بھی ہوا ہے۔ جو کامل طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بروز ہونے کی وجہ سے اور آپ کے اسمائے مبارکہ محمدؐ اور احمدؐ سے ظلی طور پر موسوم ہونے کی وجہ سے منصب نبوت پر فائز ہوا اور اس نے خدا کی کتاب میں اور خدا کے رسول م کی زبان مبارک سے اور اس پاک وحی میں جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی نبی کا نام پایا مگر اس کی نبوت کوئی نئی نبوت نہیں جو اسے براہ راست بغیر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور توسط کے ملی ہو۔ اسی لئے وہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی کہلاتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اسے امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبوت کا دعوےٰ ایسا نہیں کہ گویا دین اسلام سے الگ ہو کر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا انکار کر کے کوئی دعوےٰ نبوت کیا گیا ہو بلکہ یہ دعوےٰ اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا گیا جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوت (یعنی مسیح موعودؑ کی نبوت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھلائی جائے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

اس قسم کی نبوت کا عقیدہ قرآنی تعلیم کے خلاف نہیں۔ اور قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں۔ اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں ایسا نبی بھی نہیں آ سکتا۔ جس کو قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع نے منصب نبوت پر فائز کیا ہو۔ بلکہ یہ ساری امت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ اس قسم کا نبی امت میں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آ سکتا ہے چنانچہ یہ مسلمہ عقیدہ ساری امت کا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام امت میں نازل ہوں گے اور وہ نبی ہوں گے۔ اگر اس قسم کا نبی بھی امت میں نہیں آ سکتا۔ تو پھر اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ تعلیم دی کہ وہ روزانہ اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا کریں کہ

اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم۔

اگر یہ امت انعامِ نبوت سے جو سب سے بڑا روحانی انعام اور روحانی کمالات میں سے سب سے بڑا کمال ہے محروم کی گئی تھی اور اس قسم کے انعام کا حصول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے خلاف تھا تو پھر کیوں اللہ تعالے نے یہ دعا سکھائی؟ اور اس پر اتنی تاکید اور زور دیا؟ کیا خدائے علیم وخبیر کو یہ معلوم نہ تھا کہ انعامِ نبوت کا حصول "خاتم النبیین" کے معنوں کے خلاف ہے؟ تو پھر کیوں مطلق طور پر سارے انعاموں کے حصول کی جو پہلی امتوں کو ملے اور جن میں سے سب سے بڑا کمال نبوت کا کمال تھا دعا سکھلائی گئی اور یہ امید جو پوری ہونے والی نہیں تھی دلائی گئی کہ تمہیں وہ سارے کمال اور انعامات مل سکتے ہیں جو پہلی امتوں کو ملے؟ اور کیوں بطور سنتِ مستمرہ کے بیان کیا کہ

اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس۔

(حج ۷۶)

کیا اللہ تعالے کی سنتوں میں تبدیل ممکن ہے اور کیا یصطفی کا لفظ جو مضارع کا صیغہ ہے جہاں حال کے معنی دیتا ہے وہیں آئندہ زمانوں کے متعلق خبر نہیں دیتا۔

اسی طرح سے قرآنِ کریم کی یہ آیت ہے جس میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ اپنے بندوں پر کلام نازل کرنا اور انہیں حسبِ ضرورت منصبِ نبوت پر فائز کرنا سنتِ مستمرہ ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جو کسی ایک زمانہ پر موقوف نہیں جیسا کہ فرمایا:-

رفیع الدرجٰت ذوالعرش یلقی الروح من امرہٖ علیٰ من یشاء من عبادہٖ لینذر یوم التلاق ۝ یوم ھم بارزون لا یخفیٰ علی اللہ منھم شیءٌ لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار ۝

(۱۶-۱۷)

آیتِ خاتم النبیین اور مسئلۂ نبوت

پس قرآنِ کریم کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جاؤ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا جو اس عقیدہ کی تائید کرتا ہو کہ اب قیامت تک کوئی شخص امتِ محمدیہ میں سے نبیوں کی طرح مصطفیٰ ومجتبیٰ اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف نہیں پا سکتا بلکہ اس کے خلاف جا بجا یہ تصریح ہے کہ یہ امت ان تمام کمالات کی وارث کی گئی ہے جو پہلی امتوں کو ملے اور صاف پیشگوئی ہے کہ اس امت میں سے وہ مسیح موعودؑ آئے گا جو مسلّم طور پر نبی اور رسول ہے اور خود یہ آیت جو

ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالِ تام اور کامل افاضہ اور کامل شفاعت کا یہ تقاضا بتاتی ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپؐ کی اتباع اور آپؐ کی مہرِ نبوت کی تاثیر کے نتیجہ میں آپؐ کا ایک امتی آپؐ کے کمالات کا وارث ہو سکتا ہے جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہے۔ اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسولؐ کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوتِ محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اُس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں یعنی آپؐ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں مگر یہ امر آپؐ کے کمال کے منافی نہیں کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ساری امت کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں اور آپؐ کے امت پر وہ احسانات ہیں کہ انہوں نے جو خیر و برکت اور جو روحانی اور ایمانی وجود پایا ہے وہ آپؐ ہی کے فیضان کے نتیجہ میں پایا ہے اس لئے آپؐ گویا اُمت کے لئے ایسے ہیں جس طرح باپ ہوتا ہے اور آپؐ کی امت آپؐ سے اُس سے بڑھ کر محبت کرے گی جو ایک بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے بلکہ وہ اپنے ماں باپ اور اپنا سب کچھ آپؐ پر قربان کر کے ثابت کر دے گی کہ انہوں نے جو کچھ پایا آپؐ کے وسیلہ سے پایا اور اس کے علاوہ آپؐ نبیوں کی مہر بھی ہیں یعنی آپؐ کو وہ روحانی کمال اور ایسی دائمی فیض رساں زندگی اللہ تعالے نے دی ہے کہ آپؐ کی کامل متابعت اور آپؐ کے عشق میں فنا ہو کر آپؐ کا ایک امتی کمالِ نبوت کو حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی یوں تشریح فرماتے ہیں:-

"اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(باقی)

حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں

(مکرم ثاقبؔ صاحب زیروی)

(مکرم ثاقبؔ صاحب زیروی نے اپنی یہ نظم جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۸ دسمبر کے آخری اجلاس میں پڑھی)

آئی ہے یاد آج پھر اُس حق پرست کی
جس نے حریمِ عرشِ بریں کو ہلا دیا

جس نے حیاتِ تازہ کے نغمے الاپ کر
مُردوں کو زندگی کا قرینہ سکھا دیا

دے کر دلوں کو ذوقِ یقیں ذوقِ حُریت
روندے ہوؤں کو عرش کا تارا بنا دیا

صدق و صفا کی شمعیں جلائیں کچھ اس طرح
اِک قادیاں تو کیا یہ جہاں جگمگا دیا

اپنے ہی گردوپیش سے فُرصت نہ تھی جنہیں
سارے جہاں کے درد کا چسکا لگا دیا

ڈالی جو خاک پر کبھی مچلی ہوئی نگاہ
ہر ذرۂ حقیر کو سونا بنا دیا

اللہ رے اُس جری کے عزائم کی آب و تاب
طوفاں ٹھہر گئے وہ اگر مُسکرا دیا

مَیں اِس حسین یاد کو دل میں بساؤں گا
اِک لازوال نقشِ محبت بناؤں گا

جماعتِ احمدیہ کے ۷۳ ویں جلسہ سالانہ کی مختصر روداد

۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء کا دوسرا اجلاس

قسط دوم

۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء کے دوسرے اجلاس میں جو محترم شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اور محترم جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے (کینٹب) نے دو اہم موضوعات پر احباب سے خطاب فرمایا تھا ان میں سے محترم شیخ صاحب کی تقریر کا خلاصہ ۸ر جنوری کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ بقیہ کارروائی کا خلاصہ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے :۔

منکرین باری تعالیٰ اور ان کے اعتراضات کے جوابات

بعدۂ حسب پروگرام محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے (کینٹب) صدر شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور نے "منکرین باری تعالیٰ اور ان کے اعتراضات کے جوابات" پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کے ابتداء میں اس امر کو واضح فرمایا کہ دنیا میں انکارِ باری کا شاخسانہ کیسے رونما ہوا۔ پہلے آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی کہ دنیا کے عاقلوں نے یا دانشوروں نے خدا کا پتہ لگایا یا یہ کہ سعی و خطا کے ایک لمبے سلسلے میں سے گزر کر اور قسم ہا قسم کے توہمات اور مشرکانہ خیالات میں سے ہو کر بھٹکتے بھٹکتے بالآخر انسان کو خدا کا پتہ چلا۔ آپ نے فرمایا تاریخ سے اِس بارہ میں جو کچھ پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ عقیدۂ وجود باری انسان کو الہام کے ذریعہ سکھایا گیا۔ دُنیا کے مختلف علاقوں اور تاریخ کے مختلف زمانوں میں خدا سے الہام پانے والے مختلف قوموں میں آتے رہے اور عقیدۂ وجود باری کو طبائع میں راسخ کرتے رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے فطری تقاضہ کے رو سے انسان کسی نہ کسی طرح اس عقیدہ تک پہنچ تو جاتے لیکن وہ یقین اور وثوق اور وہ معرفت و بصیرت ان میں پیدا نہ ہوتی جو ملہمین کے نمونے اور ان کی تعلیموں سے طبائع میں پیدا ہوئی اور جو آج تک موجود ہے۔ آپ نے فرمایا ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے اپنے آپ کو دنیا پر خود ظاہر کیا اور اپنی ہستی کا خود ثبوت بہم پہنچایا اس کے باوجود دنیا میں کچھ نہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوتے رہے جو انکارِ باری کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔ اس کی ذمہ داری دو باتوں پر عائد ہوتی ہے اوّل قومی یا وقتی تعصبات اور توہمات پر دوسرے قانونِ اخلاق یا قانونِ شرعی کو نظر انداز کر کے قانون طبعی کو دنیا کا واحد قانون سمجھنے پر۔ ہمارے قریب کے زمانہ میں جو انکارِ باری تعالےٰ نے زور پکڑا تو اس کی وجوہ بھی واضح ہیں۔ اوّل تو سائنسی اور تکنیکی ترقیات ہوئیں اور زور و شور سے ہوئیں اور ہوئیں بھی یورپ میں جہاں بطور مذہب عیسائیت کا دور دورہ تھا۔ عیسائی تعلیم کے مطابق خدا تعالےٰ نے مسیح علیہ السلام کے بعد کسی انسان پر اپنے کلام کا پرتو نہیں ڈالا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق ملہمین کی شہادت ایک قصۂ ماضی بن گئی اور خدا کو ماننا یا نہ ماننا محض عقلی اندازوں اور زبانی قیل و قال کے رحم و کرم پر آرہا۔ ایسی صورتِ حال میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اس ترقی کے نتیجہ میں ایک قسم کے غرور و پندار کا اور طبعی علوم و افکار پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کا پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ چنانچہ قانون طبعی کو ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا اور وجود باری سے انکار کی طرف میلان بڑھتا چلا گیا۔

اِس کے بعد آپ نے دورِ حاضر کے منکرینِ ہستیٔ باری تعالےٰ کے اعتراضات کو لے کر ان میں سے ہر ایک کا تجزیہ کیا اور پھر اس کا نامعقول ہونا ثابت فرمایا۔ مثلاً یہی کہ اگر دنیا کو خدا نے بنایا ہے تو خدا کو کس نے بنایا؟ اگر دنیا کو پیدا کرنے والی کوئی ہستی ہے تو پھر دنیا اور خدا کو علیحدہ علیحدہ وجود کیوں مانا جائے دونوں کو ایک ہی وجود کیوں قرار نہ دیا جائے؟ وجود صانع کو تسلیم کرنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ صفات والی ہستی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے ان سب سوالات کا ایسے ماہرانہ انداز میں تجزیہ کیا اور ان پر ایسی تنقیحات قائم کیں کہ نہ صرف ان کا نامعقول ہونا ثابت ہوئے بغیر نہ رہا بلکہ یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والی ایک ہستی ہے جو مدبر بالارادہ اور صاحبِ اختیار ہونے کے علاوہ غیر محدود صفات کی مالک ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ دنیا کی ابتداء انسانی پیدائش کا آغاز، قوائے انسانی کا ارتقاء، ابتداء میں ایجاد زبان۔ ایجادِ معاشرہ، ایجادِ اخلاق و شریعت یہ وہ امور ہیں جن کو خدا کے منکر حل نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ وہ یہ تسلیم نہ کریں کہ خدا ہے اور وہی اس دنیا کا خالق اور اس کی ہر چیز کی پرورش کر کے اسے کمال تک پہنچانے والا ہے۔

آخر میں آپ نے اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے علی الخصوص صفتِ تکلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ صفت ہے جس کے خدا تعالےٰ نے ابتدائے دنیا سے اپنا وجود انسان پر ظاہر کیا اور اس وقت سے کرتا چلا آرہا ہے۔ خدا کا کلام ایک ہی دفعہ نہیں اور ایک ہی ملک میں یا ایک ہی قوم کے منتخب لوگوں کے ساتھ نہیں ہوا۔ بلکہ ملک ملک میں اور قوم قوم میں اور لاکھوں عظیم انسانوں پر اس کی تجلی ہوتی رہی ہے۔ یہ منتخب لوگ اصطلاحاً انبیاء کہلائے اور ان کے علاوہ کروڑوں اولیاء اپنے اپنے رنگ میں خدا کا کلام سنتے رہے۔ پھر یہ کلام پیشگوئیوں پر بھی مشتمل ہوتا تھا جو آگے چل کر من و عن پوری ہوتی چلی گئیں۔ انہی منتخب انسانوں میں سے انسان کی روحانی تاریخ کے آخری اور مرکزی نقطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ سے خدا تعالےٰ نے جو کلام کیا وہ محفوظ الفاظ میں آج تک موجود ہے۔ وہ کلام گزشتہ تاریخ پر ہی روشنی نہیں ڈالتا بلکہ آئندہ پیش آنے والے واقعات پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ پھر وہ کلام اخلاق، سیاست امن اور روحانی ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کے متعلق بھی علم دیتا ہے۔ پھر امتِ محمدیہ میں خدا تعالےٰ کا کلام تسلسل سے جاری ہے۔ اور آج امت محمدیہ کے بطلِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل پر پھر نازل ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کی صفتِ تکلم کے مسلسل ظہور اور اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی رہنمائی اور سلسلہ وار عملاً پوری ہونے والی پیشگوئیوں کی موجودگی میں کوئی عقل مند اور عدل و انصاف کا پاس رکھنے والا انسان اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کی نیت سے سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے والا انسان اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ واقعی اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک خالق و مالک خدا ہے جو سراسر رحمت و قدرت ہے جسے ہم آج بھی جان اور پہچان سکتے ہیں اور جس سے ہم آج بھی محبت اور فرمانبرداری کا تعلق قائم کر سکتے ہیں۔

محترم قاضی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۴ء کا دوسرا اجلاس ۴½ بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

تقریبِ رخصتانہ و دعوتِ ولیمہ

مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۴ء خاکسار کے لڑکے عزیزم چوہدری عبدالسمیع خاں صاحب بی۔ایس سی بی۔ایڈ کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ اُن کے نکاح کا اعلان گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حلیمہ طاہرہ صاحبہ بنت چوہدری عبدالمومن خانصاحب کاٹھ گڑھی محلہ دارالرحمت شرقی سے ایک ہزار روپیہ مہر پر مولانا ابوالعطاء صاحب نے مسجد دارالرحمت وسطی میں فرمایا تھا۔ تقریب رخصتانہ مورخہ ۳۰ر دسمبر کو چوہدری عبدالمومن صاحب کے مکان واقعہ دارالرحمت شرقی میں ۳ بجے سہ پہر عمل میں آئی۔ دُعا مولانا ابوالعطاء صاحب نے کرائی۔ دعوت ولیمہ کا اہتمام مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۴ء بعد دوپہر کیا گیا جس میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان اور کارکنان۔ نیز ہائی سکول کے اساتذہ نے شرکت فرمائی۔ دُعا محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کرائی۔

احباب جماعت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو طرفین کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

(عبدالرحیم خاں کاٹھگڑھی۔ ربوہ)

وصیت کیلئے ایک ضروری شرط

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"میرے نزدیک یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کوئی شخص ظاہر طور پر کسی حکم شریعت کو توڑتا تو نہیں؟ ظاہر کی شرط اس لئے کہ دل کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ میرے نزدیک جو داڑھی بھی منڈواتا ہے اس کی بھی وصیت جائز نہیں کیونکہ شعائرِ اسلام کی ہتک کرنے والا ہے" (اخبار الفضل ۔ر دسمبر ۱۹۱۹ء)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اذکروا موتاکم بالخیر

۱۔ منشی احمد دین صاحب مرحوم آف ککرالی ضلع گجرات

میرے والد محترم منشی احمد دین صاحب کو چوہدری محمد الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا متقی اور متقی مشفق استاد نصیب ہوا۔ آپ نے دسمبر ۱۹۰۰ء میں پرائمری کا امتحان پاس کیا آپ سے انہیں بے حد انس تھا۔ اسی لئے آپ اکثر انہی کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اگرچہ آپ نے بیعت نہ کی ہوئی تھی مگر نماز کے پابند تھے اور درود شریف اور استغفار کا ورد کیا کرتے تھے غربت کے بعد آئندہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے ۱۶ مئی ۱۹۰۶ء کو اپنے گاؤں کے اسی سکول میں ملازم ہوئے انہی کے حکم کے تحت بفضل خدا پرائیویٹ طور پہ مڈل جے وی کا امتحان دیا اور جے وی کی سپیشل سند حاصل کی۔

۱۹۲۳ء میں کاربنکل کی وجہ سے بیمار ہوئے۔ اس بیماری سے ۹۹ فی صدی مریض جان بر نہیں ہوتے بیماری کی حالت میں دعا کی ادھر بیعت کا خط لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل صحت بخشی اسی سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پہ آپ نے وصیت بھی کر دی۔

بیعت کرنے پر آپ پر تکالیف و مخالفت کا امڈ آیا طرح طرح کی تکالیف دی گئیں تبادلہ ہوا۔ ماریں کھائیں مگر بفضل خدا پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ کبھی کسی مجلس میں مرعوب نہ ہوئے ۱۹۴۹ء میں ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے اور اپنی ملازمت کا عرصہ باعزت گزارا۔ تبلیغ کا آپ کو بے حد شوق تھا احمدیت اور خلافت کے سچے خادم اطاعت گزار سلسلہ کے بے حد شیدائی تھے حاضر جوابی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مرکز میں باقاعدگی سے چندوں کی ادائیگی انکا شعار تھا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے فرمودہ ہر تحریک پر بخوشی لبیک کہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں اکثر خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے اور تہجد گزار تھے۔

۱۹۴۰ء سے سیکرٹری مال اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقعہ ملا آخر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بخار اور بندش پیشاب کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بلاوہ تھا۔

آخر ۱۱/۶۲ بروز جمعرات آپ ہم سب سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوئے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے انکی نعش کو اسی اسی روز ربوہ پہنچایا گیا ۱۱/۶۲-۱۳ بروز جمعہ بعد نماز جنازہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے خداوند کریم کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غلام احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ککرالی ضلع گجرات

۲۔ شیخ عبدالعزیز صاحب مرحوم آف ڈسکہ

میرے محترم بزرگ قبلہ شیخ عبدالعزیز صاحب موصی موضع ترسکہ ضلع امرتسر کے تاجر تھے اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر مرحوم مغفور مبلغ سلسلہ کے ذریعہ ۱۹۲۷ء میں بمبئی میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے اور ان کے دیگر اہل و عیال نے ۱۹۴۷ء میں جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نہایت خوش اخلاق۔ مہمان نواز۔ اور خوش سیرت و کردار کے مالک تھے اتوار ۱۱/۶۲-۲۹ کو گیارہ بجے شب میو ہسپتال لاہور میں انکی وفات ہوئی۔ اور یکم دسمبر ۱۹۶۲ء کو بعد نماز فجر حضرت میاں رفیع احمد صاحب نے مسجد مبارک ربوہ میں نماز جنازہ پڑھایا سینکڑوں احمدیوں نے جنازہ اور دعا میں شرکت کی۔

آپ نہ صرف تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے بلکہ صاحب الہام صاحب رویا و کشوف بھی تھے۔ میں نے اپنی ۱۶-۱۷ سالہ رفاقت میں انکے بہت سے رویا کشوف اور الہامات کو پورے ہوتے دیکھا اور انکی دعاؤں کو شرف قبولیت حاصل ہونے کا مشاہدہ کیا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انکے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ کو اپنی سایہ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

مرزا شکر علی مکان نمبر ۲ گلی ۲۲ قلعہ لچھمن سنگھ راوی روڈ لاہور

ولادت

میرے ایک بزرگ دوست چوہدری محمد خان صاحب ولد علی محمد صاحب ساکن ادرحمہ ضلع سرگودھا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے چھ بچیوں کے بعد پہلا لڑکا عطاء فرمایا ہے۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

درانا محمد بخش تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

ٹینڈر نوٹس

امریکی مینوفیکچررز سپلائرز سے ٹینڈر مطلوب ہیں۔ ان کے پاکستانی ایجنٹوں کی وساطت سے موصول ہونے والے ٹینڈروں کو ترجیح دی جائے گی۔ ایجنٹ کی کمیشن واضح کی جائے گی جیساکہ درج ذیل آئیٹموں کی قیمتوں میں شامل ہیں۔

نمبر شمار	ٹینڈر نمبر معہ سٹورز اور مقداروں کی مختصر وضاحت	قیمت کل ٹینڈر دستاویزات معہ ڈاک و پیکنگ چارجز (ناقابل واپسی)	تاریخ فروخت	مقررہ تاریخ اور وقت	ٹینڈر کھلنے کی تاریخ اور وقت
۱	P7/153-A/3-62/096 FREELIST سٹیم ہیم رولڈ مختلف سائزوں میں = ۳۹۲۱ ہنڈرڈ ویٹ	۱۵/- روپے	۶ رجنوری ۶۵ء تا ۱۸ رفروری ۶۵ء	۲۰ رفروری ۶۵ء بوقت ۸ بجے صبح	۲۰ رفروری ۶۵ء بوقت ۹ بجے صبح

۲۔ ٹینڈر فارم (ناقابل منتقلی) دفتر زیر دستخطی اور اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ کنٹرولر آف سٹورز (انسپکشن) پی ڈبلیو آر۔ کراچی چھاؤنی سے ماسوائے جمعہ کے تمام ایام کار میں ۹ اور ۱۲ بجے کے درمیان مل سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا قیمت بذریعہ نقد یا منی آرڈر ادا کرنے پر مل سکتے ہیں۔ پوسٹل آرڈرز چیک۔ بنک ڈرافٹس۔ گارنٹی بانڈز۔ بنک ڈیپازٹ رسید اور نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ وغیرہ مندرجہ بالا ٹینڈر فارموں کی قیمت کے طور پر قبول نہیں کئے جائیں گے) امریکہ میں ٹینڈر دہندگان ٹینڈر دستاویزات دفتر کانسولیٹ جنرل برائے پاکستان ۱۲۔ ایسٹ ۶۵ ویں سٹریٹ نیویارک ۲۱۔ این وائی سے بلا معاوضہ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

صرف مقررہ ٹینڈر فارموں پر موصول ہونے والے ٹینڈروں پر غور کیا جائے گا۔

ٹینڈر حاضر آمدہ ٹینڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

۳۔ کوئی ٹینڈر یا استفسارات یا اس سلسلہ میں ترسیل زر زیر دستخطی کے ذاتی نام پر ارسال نہ کریں۔

اے حمید (پی آر ایس)
چیف کنٹرولر آف پرچیز

اعلان نکاح

عزیزم فاروق احمد صاحب بھٹی کا نکاح مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی مبلغ نائیجیریا نے مورخہ ۱۲/۶۴-۲۳ کو بشریٰ صدیقہ بنت مکرم عبدالکریم صاحب کے ساتھ مبلغ ۲ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ فریقین کے لیے مبارک کرے۔ آمین

(عبدالحمید معرفت شفاء میڈیکو۔ لاہور)

وصایا

I ضروری نوٹ۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز و صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

II ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

III وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتے رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرما لیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۷۶۱۰ میں غلام سرور صدیقی ولد میاں غلام جان مرحوم صاحب قوم شیخ صدیقی پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن پشاور ضلع پشاور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔

۱۔ ایک مکان پختہ واقع قائد آباد کالونی بیرون سرائیہ گیٹ پشاور شہر قیمتی مبلغ ۱۶۰۰۰/- روپے (نوٹ اس میں مبلغ دس ہزار روپیہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن پشاور کو بھی ادا کرنا ہے مکان کی تعمیر کے لئے یہ قرض لیا گیا تھا) (۲) ایک دوکان جنرل مرچنٹ واقع بازار قصہ خوانی پشاور شہر جس کا اثاثہ اندازاً پانچ ہزار روپے کا ہے میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ مجھے میری دکان سے اندازاً مبلغ یکصد روپیہ ۱۰۰/- ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری وصیت ۱ ۹/۶۴ سے چندہ وصیت ادا کرنا شروع کردونگا

العبد غلام سرور صدیقی قائد آباد کالونی سرائیہ گیٹ پشاور۔ گواہ شد۔ محمد اجمل شاہد مربی سلسلہ مسجد احمدیہ سول کواٹرز پشاور گواہ شد۔ غلام رسول صدیقی قائد آباد کالونی پشاور

مثل ۱۷۶۱۱ میں محمد صدیق شاکر ولد میاں غلام نبی صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بازار حجبہ محمد لطیف مکان ۱۸/۱۴ ڈاکخانہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہی ہے جو اس وقت دو صد چالیس ۲۴۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اپنی زندگی میں اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو کردی جائے گی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جو بھی جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے

العبد۔ محمد صدیق شاکر ولد میاں غلام نبی بازار حجبہ محمد لطیف مکان ۱۸/۱۴ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور گواہ شد۔ سید حضرت اللہ پاشا وصیت ۱۴۰۹۰ اڈیٹر جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد محمد یحییٰ وصیت ۸۶۷۶ مرکزی سیکرٹری تحریک جدید بیرون لاہور

مثل ۱۷۶۱۲ میں خدا بخش ولد فقیر محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ دکانداری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد ایک مکان واقع محلہ دار الیمن شرقی ربوہ اندازاً مالیتی تین ہزار روپیہ ہے جو میری ملکیت ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کر دوں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۸۰ روپے ماہوار ہے۔ اور یہ مجھے لڑکوں کے ساتھ دکان پر کام کرنے کی صورت میں حاصل ہوتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ خدا بخش ولد فقیر محمد محلہ دار الیمن شرقی ربوہ گواہ شد۔ محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ

۲۔ گواہ شد۔ اصغر علی اختر دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ

مثل ۱۷۶۱۴ میں سیدہ ذاکرہ بنت مقبول احمد صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بیت السلام ڈلہوزی روڈ راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱ ۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بمد حصہ جائیداد داخل کروں تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ (۱) ایک گھڑی مالیتی ۱۰۰/- روپے (۲) دو جوڑے بالیاں نقرئی مالیتی ۱۶۶/- روپے (۳) ایک انگوٹھی نقرئی مالیتی ۵۴/- روپے (۴) پرائز بانڈ مالیتی ۱۳۰/- روپے کل میزان ۴۵۰/- روپے اس کے علاوہ مجھے میرے والد کی طرف سے مبلغ ۲۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی۔

الامتہ۔ سیدہ ذاکرہ بنت سید مقبول احمد بیت السلام ڈلہوزی روڈ راولپنڈی۔

گواہ شد۔ سید مقبول احمد والد موصیہ راولپنڈی گواہ شد۔ رحیم بخش سیکرٹری مال مرکزی راولپنڈی

مثل ۱۷۶۱۵ میں ساجدہ نسیم زوجہ ملک احسان اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر چھبیس ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ۹/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر مبلغ ۲۵۰۰/- روپے صرف اس کے علاوہ حسب ذیل زیور ہے میرا حق مہر بذمہ خاوند ہے اور زیور کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) لاکٹ طلائی مالیتی ۱۲۰/- روپے وزنی ایک تولہ (۲) بندے طلائی وزنی ایک تولہ پانچ ماشے چاندی مالیتی ۱۷۰/- روپے۔ (۳) انگوٹھیاں طلائی دو عدد قیمتی ۷۴/- روپے وزنی چھ ماشے چاندی (۴) کانوں کی بالیاں دو عدد قیمتی ۸۷/- روپے وزنی اٹھ ماشے۔ کل زیور مالیتی ۴۵۰/- روپے کا ہے۔ میں اس مہر مبلغ ۲۵۰۰/- روپے اور زیور مالیتی ۴۵۰/- روپے کل جائیداد ۲۹۵۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اسوقت میری کوئی آمد نہیں ہے اگر کسی وقت آمد کی کوئی صورت پیدا ہوئی تو اس پر بھی میری ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری جو جائیداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامتہ۔ ساجدہ نسیم

گواہ شد مرزا عزیز احمد ناظر اعلیٰ ربوہ گواہ شد۔ مظفر الدین چوہدری نائب ناظر بیت المال ربوہ۔ نوٹ۔ میں اپنی بیوی ساجدہ نسیم کے مہر مبلغ ۲۵۰۰/- روپے جو میرے ذمہ واجب الادا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں العبد۔ ملک احسان اللہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبد اللہ قریشی دفتر پراویڈنٹ فنڈ۔ گواہ شد مظفر الدین چوہدری نائب ناظر بیت المال ربوہ۔

مثل ۱۷۶۱۷ میں آمنہ بی بی زوجہ شیخ محمد رمضان صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۷/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ جو میری ملکیت ہے (۱) حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے (۲) مجھے اپنے خاوند کی طرف سے مبلغ چالیس ۴۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ (۳) زیور میرے پاس کوئی نہیں۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامتہ نشان انگوٹھا آمنہ بی بی زوجہ شیخ محمد رمضان۔

گواہ شد دستخط بشیر احمد بقلم خود پسر موصیہ معتمد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی گواہ شد۔ دستخط محمد رمضان بقلم خود خاوند موصیہ۔

نوٹ۔ مبلغ ۵۰۰/- روپے حق مہر میری بیوی کا میرے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔ دستخط محمد رمضان بقلم خود دستخط۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال راولپنڈی ۱۵ ۷ گواہ شد دستخط محمد عبد القیوم سیکرٹری وصایا ۱۴ در

روزہ انسان کی نجات کا موجب اور خود اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے

اس کے نتیجہ میں اس کے اندر روحانی قابلیت پیدا ہوتی ہے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رمضان کی عظیم الشان برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"روزہ خود انسان کی نجات کا موجب اور خود اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ یہی نہیں کہ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کی وجہ سے اس کے فضلوں کا وارث ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اس کے اندر ایسی قابلیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو اسے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہیں۔ پھر جسمانی طور پر بھی اس میں فوائد ہیں۔ انسان کو دنیوی لذائذ سے بچنے کا موقعہ ملتا ہے۔ گویا یہ ایک قسم کی چلّہ کشی ہوتی ہے۔ انسان عموماً تیس دن چلّہ کشی کرتا ہے اور اپنے آپ کو ایک حد تک لذائذ سے روکتا ہے۔ اس سے اس میں روحانی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان کے لئے حکم ہے کہ وہ اخلاق الٰہیہ اپنے اندر پیدا کرے جیسا کہ فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ اور روزہ رکھنے سے ایک رنگ میں خدا تعالیٰ سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے کلی طور پر منزہ ہے لیکن انسان چونکہ کلی طور پر کھانا پینا ترک نہیں کر سکتا اس لئے روزہ سے اسے اس حد تک اللہ تعالیٰ سے مشابہت پیدا کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے جس حد تک اس کے لئے ممکن ہے گویا ان دنوں میں انسان ایک رنگ میں ملائکہ سے مشابہ ہوتا ہے جو مادی غذاؤں سے پاک ہیں اور ایک رنگ میں خدا تعالیٰ سے جو کھانے پینے سے بکلی پاک ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ روحانی وجود بھی غذا کے ایسے ہی محتاج ہوتے ہیں جیسے جسمانی کیونکہ اگر وہاں غذا ضروری نہ ہوتی تو جنت میں غذاؤں کا کیوں ذکر آتا جہاں صرف روحیں ہی جائیں گی۔ ملائکہ بھی غذا کھاتے ہیں مگر اور قسم کی۔ غرضیکہ دنیا کا ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور مرکب سے مرکب چیز بھی اپنے رنگ کی غذا کی محتاج ہے اور تمام مادی اور روحانی اشیاء کے لئے خوراک ضروری ہے لیکن دونوں کی غذا میں فرق ہوتا ہے غذا سے بالکل پاک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے باقی چیزیں۔ جن۔ فرشتے۔ آسمان۔ زمین زندے، مردے، سب غذاؤں کے محتاج ہیں لیکن ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو غذا کی محتاج نہیں۔ کیونکہ اسے فنا نہیں ہر فنا ہونے والے کے لئے بدل ما تحلل ضروری ہوتا ہے۔ تو روزہ کے دنوں میں غذا سے ایک حد تک اجتناب اللہ تعالیٰ سے مشابہت پیدا کر دیتا ہے۔ غذا کم ہونے سے انسان کی روحانی بصیرت تیز ہوتی ہے روحانی وجودوں کی غذائیں چونکہ لطیف تر ہوتی ہیں اس لئے وہ رؤیت الٰہی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رؤیت الٰہی کا کمال مرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں غذا لطیف ہوگی جس سے روحانی بصیرت بڑھ جاتی ہے ملائکہ کی جسمانی آنکھیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی روحانی بینائی انسان کی نسبت بہت تیز ہوتی ہے تو رمضان سے انسان کی روحانی تربیت مکمل ہوتی ہے جس سے اس کی روحانی بصیرت تیز ہو جاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے ایسے فیوض جذب کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جن کو وہ رمضان کے بغیر نہیں کر سکتا تھا رمضان ہی کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرے بندے سوال کریں خدا کہاں ہے تو کہہ دے میں قریب ہی ہوں۔ یوں تو ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور پھر جو بندہ اسے پکارتا ہے وہ تو اسے پہلے ہی مانتا ہے پھر یہاں سائلٹ کا کیا مطلب ہوا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب میرا بندہ رمضان کے متعلق سوال کرتا ہے کہ روزہ سے خدا کی رضا کس طرح حاصل ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ دے کہ روزے سے انسان خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے جس کی ظاہر صورت یہ ہے کہ روزہ دار کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں اجیب دعوۃ الداعی نہیں فرمایا بلکہ صرف الداع فرمایا جس کے معنے ہیں کہ ہر پکارنے والے کی نہیں بلکہ روزہ دار پکارنے والے کی دعا سنی جاتی ہے۔

پس رمضان کی ایک برکت تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور ملائکہ سے مشابہت پیدا ہوتی ہے دوسرے خدا تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جاتی ہے اور تیسرے یہ کہ دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔"

(روزنامہ الفضل ۱۹ اگست ۱۹۴۵ء)

فدیہ رمضان

رمضان کا مبارک مہینہ اپنی برکات کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ درحقیقت رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اسی لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی زیادہ تلاوت کی جائے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کی تلاوت کے ساتھ اس کے معانی اور مطالب پر غور کرنے اور اس کے اوامر اور نواہی کی حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ اس کے ذریعہ ان کے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا ہو۔

رمضان کی حقیقی اور مخصوص عبادت تو روزہ ہی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ وہ عبادت ہے جس کی جزا خود خدا تعالیٰ ہے پس جن بھائی بہنوں کو رمضان کے بابرکت مہینہ میں کوئی شرعی معذوری نہ ہو ان کو ضرور روزہ رکھ کر اس کی خاص برکات سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ مگر یہ امر ضرور پیش نظر ہے کہ روزہ صرف ایک مقررہ وقت تک کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی روزہ ضبط نفس۔ دل کی نیکی۔ تقویٰ۔ اخلاص جذبہ قربانی اور انابت الی اللہ پیدا کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور اپنے اندر ایک نمایاں تغیر پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بھائی بہنوں کو اپنے اندر ایسی نیک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے اور اپنے قرب سے نوازے۔

یوں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے عاجز بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجات پوری فرماتا ہے لیکن رمضان المبارک کے ایام تو قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہیں اس لئے ان دنوں سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی جائے ان دنوں میں عموماً اور آخری عشرہ میں خصوصاً اسلام اور سلسلہ کی ترقی اور کامیابی کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کے لئے درویشان قادیان کے لئے مبلغین اور کارکنان سلسلہ کے لئے اپنے لئے اپنی اولاد اور عزیز و اقارب کے لئے کثرت سے دعائیں کرتے رہیں۔

مریض اور مسافر کو اجازت ہے کہ وہ اس گنتی کو اور دنوں میں پوری کرے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل سے آسودگی دے رکھی ہے اور وہ ایک شخص کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دینا چاہیئے۔

ایسے اصحاب جو خالصۃً رضائے الٰہی کی خاطر روزہ رکھیں اور پھر اس کے ساتھ ایک مسکین کا کھانا بھی کھلائیں تو یہ ان کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوگا۔ فمن تطوّع خیرًا فھو خیرٌ لہٗ۔

پس جو اصحاب مندرجہ صدر شقوں کے تحت فدیہ رمضان نظارت خدمت درویشان کے توسط سے غرباء میں تقسیم کروانا چاہیں وہ ایسی رقوم جلد تر بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ غرباء کو اسی مہینہ میں دی جا سکیں۔

(ناظر خدمت درویشان)

مسجد مبارک میں اعتکاف بیٹھنے والے حضرات

ربوہ اور بیرونی احباب میں سے جو دوست مسجد مبارک میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ۱۵ جنوری تک نظارت ہذا کو درخواست مع تصدیق مقامی جماعت ارسال فرما دیں۔ نظارت کے فیصلہ سے قبل کوئی دوست محض درخواست گزار کے تشریف نہ لا دیں۔ منظوری الفضل میں شائع کر دی جائے گی

(ناظر اصلاح و ارشاد)

مسجد مبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھنے والی خواتین

ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد مبارک میں اعتکاف بیٹھنے کے لئے کثرت سے بہنیں ربوہ تشریف لے آتی ہیں بعض وقت جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ خواتین جو مسجد مبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ پندرھویں روزے تک میرے نام بھجوا دیں

(صدر لجنہ مرکزیہ)